



# E-Content

Instructional Media Centre  
Maulana Azad National Urdu University  
Gachibowli, Hyderabad - 32  
T.S. India

## Subject / Course - B.A 1st Year Islamic Studies

Paper : First (Block 2) Islam: Taruf aur Buniyadi Taleemat  
Module Name/Title : Pre Islamic Arabia ( Unit 7)



### DEVELOPMENT TEAM

CONTENT	Ms. Zeeshan Sarah
PRESENTATION	Ms. Zeeshan Sarah
PRODUCER	Mr. Md Aamir Badr



Instructional Media Centre  
Maulana Azad National Urdu University  
Gachibowli, Hyderabad - 32  
T.S. India



\* ناظرین آداب۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے اس تعلیمی پروگرام میں، میں آپ تمام کا خیر مقدم کرتی ہوں۔

\* آج کے ہمارے سبق کا عنوان ہے، 'اسلام سے قبل دور جاہلی کے حالات'۔

\* اس کے تحت ہم دیکھیں گے کہ اسلام سے قبل عربوں کے جغرافیائی، سیاسی، سماجی، اقتصادی اور مذہبی حالات کیسے تھے۔

\* تو آئیے سب سے پہلے گفتگو کرتے ہیں عربوں کے جغرافیائی حالات پر۔

**عرب کے جغرافیائی حالات**  
بر اعظم ایشیاء کے جنوب میں اور  
ہمارے ملک ہندوستان کے مغربی جانب  
ایک سمندر بہتا ہے۔ جس کے ایک کنارے  
پر ہندوستان اور دوسرے کنارے پر عرب  
کا ملک واقع ہے۔

ملک عرب کے مشرقی جانب خلیج فارس اور مغربی جانب بحر احمر ہے جو عرب کو افریقہ سے الگ کرتا ہے، اسی بحر احمر کو عبور کرکے عرب کے لوگ حبشه، جس کا موجودہ نام ایتھوپیا ہے، وہاں تجارت کی غرض سے جایا کرتے تھے۔ اور مابعد اسلام مسلمانوں کی پہلی ہجرت ہوئی وہ اسی مقام یعنی حبشه کی طرف واقع ہوئی۔ اس کے علاوہ عرب کے شمالی جانب ملک شام واقع ہے جہاں اس وقت رومیوں کی حکومت قائم تھی۔

اور جنوب میں بحر ہند واقع ہے۔ عرب کو عرب کیوں کہتے ہیں اس کے متعلق دو رائے ہیں۔ (1) پہلی یہ کہ لفظ عرب ’عربہ‘ سے نکلا، جس کے معنی صحراء اور ریگستان کے ہیں۔ چونکہ عرب کا ایک بڑا حصہ ریگستان پر مبنی ہے اس لئے وہ علاقہ عرب کہلاتا۔ (2) لفظ عرب کے ایک اور معنی ’فصاحت اور بلاغت‘ کے آتے ہیں۔

چونکہ ان کی زبان بہت فصیح اور جامع ہے لہذا اس مناسبت سے وہ خود کو عرب بولتے تھے۔ لیکن مورخین نے پہلی رائے کو زیادہ صحیح قرار دیا۔ وہاں کی آب و ہوا کافی گرم اور خشک ہے اور بارش بہت کم ہوتی ہے۔ اس کا اکثر و بیشتر حصہ صحراء ریگستان پر مشتمل ہے، اور عرب کے سب سے بڑے ریگستان کا نام ہے ’الربع الخالی‘، جو جنوب وسطی عرب میں واقع ہے۔

ریگستانی علاقہ موسم کے اعتبار سے دو علاقوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ایک گرمائی علاقہ جہاں موسم گرمامیں ہی بارش اور سبزہ ہوتا ہے اور دوسرا سرمائی علاقہ ہے جہاں موسم سرما میں ہی بارش اور سبزہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بدھی لوگ چارہ کی تلاش میں سال کے دو موسم دو الگ الگ علاقوں میں گذارتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو شہروں اور دیہاتوں میں رہتے ہے وہ شہری یا حضری کہلاتے ہے۔

اس کے علاوہ عرب کے بیچ کا حصہ بنجر اور غیر آباد  
ہے۔ سمندر سے لگئے ہوئے ہونے کی وجہ سے صرف اس  
کے کناروں پر سرسبزی و شادابی ہے اور ان ہی علاقوں  
میں اس ملک کے لوگ آباد ہیں۔ اس کے علاوہ پورے عرب  
میں چھوٹے اور متوسط درجہ کے پہاڑی سلسلے پھیلے  
ہوئے ہیں۔ ان میں سب سے طویل پہاڑی سلسلہ 'جبل  
السراء' کے مشہور ہے

جو جنوب میں یمن سے شروع ہو کر شمال میں ملک  
شام تک پہنچتا ہے اور مغرب میں موجود  
مشہور پھرائی سلسلہ حجاز ہے جس میں اسلامی دنیا  
کا مقدس ترین شہر مکہ مکرمہ آباد ہے۔ ان پھرائی  
سلسلوں کے درمیانی علاقے میدان پر مشتمل ہوتے  
ہیں جو عرب میں بہت کم ہیں۔

یہ میدانی علاقے رہائش کے  
لئے موزوں، اور زرخیزی کی وجہ سے  
قابل کاشت ہوتے ہیں لہذا وہاں وافر  
مقدار میں اناج جیسے گپھوں پیدا  
ہوتا ہے اور پورے عرب کو سپلانی  
ہوتا ہے۔ ان میں سب سے اہم یمامہ اور  
طائف کے علاقے شامل ہیں۔

ان ریتیا پاریگستانی علاقوں کے بیچ میں جو سر سبز و شاداب علاقہ ہوتا ہے، وہ نخلستان کہلاتا ہے جہاں پانی کی وافر مقدار موجود ہونے کے سبب کھجور کے باغات، سبزہ اور چارہ موجود ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ کاشت کاری بھی یہاں خوب ہوتی ہے۔ مدینہ اور خیر اس کی مثالیں ہیں۔

مورخین نے قوم عرب کو ان کی نسل کے اعتبار سے تین (3) طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ پہلا طبقہ 'عرب بائیڈہ' کہلاتا ہے۔ یہ عرب کے اصل باشندے تھے اور اسلام کی آمد سے صدیوں پہلے اس نسل کی قوموں کا وجود بھی ختم ہو گیا۔ یہ آرامی بھی کہلاتے ہیں۔ ان میں قوم عماقہ، قوم عاد اور قوم ثمود شامل ہیں۔

۲۔ دوسرا طبقہ 'عرب عاربہ' ہے جو فحطانی بھی کہلاتے ہیں۔ اس طبقہ کی دو شاخیں ہوئیں، جن میں ایک بنو خزاعہ ہے جو مکہ میں آکر آباد ہو گئی تھی، اور اس کی دوسری شاخ مدینہ منورہ منتقل ہو گئی جہاں وہ اوس اور خزرج نامی دو قبیلوں میں بٹ گئی۔ یہی اوس اور خزرج مابعد اسلام 'انصار' کہلاتے۔

۳۔ تیسرا طبقہ 'عرب مستعربہ' کہلاتا ہے۔ پہ حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے اور بنو عدنان کہلاتے تھے۔ حجاز میں اس طبقہ کی اکثر قومیں آکر بس گئیں۔ ان ہی میں آگے چل کر بنو عدنان کا مشہور قبیلہ قریش ہوا جس کے خاندان بنو ہاشم سے نبی آخر محمد (ص) کا تعلق ہے۔

اقتصادی حالات: ملک عرب میں دو طرح کی آبادی تھی۔ وہ لوگ جو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں زندگی بسر کرتے تھے وہ حضری یا شہری کہلاتے تھے۔ اور وہ لوگ جن کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں ہوتا تھا وہ بدھی یا خانہ بدوش کہلاتے تھے، جو پانی اور چارہ کی تلاش میں موسم سرما و گرما میں عرب کے مختلف علاقوں میں رہائش اختیار کرتے رہتے تھے۔ عربوں کا پیشہ: ریگستان اور پہاڑی سلسلوں کی کثرت اور خشک موسم کی وجہ سے وہاں کی زمین قابل کاشت نہیں تھی۔

لہذا اکثر نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا خود عرب صنعتی  
طور پر بہت پیچھے تھے لہذا اپنے ملک کی بنی اشیاء کے  
علاوہ جنوبی ممالک کی اشیاء، جواہرات اور مسالہ جات  
وغیرہ کی تجارت شمالی ملکوں میں اور اسی طرح عرب  
کے شمالی ملکوں کی اشیاء کی **تجارت** جنوبی ملکوں  
میں کیا کرتے تھے۔ اس طرح ان کی معیشت کا ایک بڑا  
حصہ تجارت پر مبنی تھا۔

اسی طرح جانور پالنا ان کا اہم معاشی ذریعہ  
نہا۔ ان جانوروں میں بھی وہ اونٹ پر بہت  
انحصار کرتے تھے۔ اونٹ کا دودھ، بال اور  
چمڑہ استعمال کرنے کے علاوہ طویل سفر  
بھی اونٹ پر ہی کیا کرتے تھے۔ اسی لئے اونٹ  
کو ریگستانی جہاز بھی کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ کچھ حصوں مثلا طائف اور یمامہ  
جیسے علاقوں میں زراعت بھی ہوا کرتی تھی  
دستکاری تو بہت کم تھی لیکن ہر چھوٹے بڑے  
علاقہ پر ایسے دستکار موجود تھے جن سے مقامی  
ضرورت پوری ہو جاتی تھی۔ مکہ میں لوہاری اور  
شراب سازی بڑے پیمانے پر ہوتی تھی، اسی طرح

طائف میں بھی شراب ساری اور کمرٹہ  
سازی اتی وسیع پیمانے پر ہوتی تھیں  
کہوہ ملک کے باہر بھی برآمد کی جاتی  
تھی۔ رہ گئی ملک کی وہ آبادی جو اس طرح  
کے مالی وسائل سے محروم تھی وہ  
مزدوری کیا کرتے،

ان میں کچھ خادم، غلام پا کنیز بن ہوتے  
تھے، یا اجرت پر بکریا چراتے، یا شہروں کے  
امیر طبقہ کے نومولدوں کو دودھ پلانے اور  
گاؤں کی تازی فضامیں پرورش کر کے اجرت  
حاصل کرتے تھے۔ ان مزدوروں میں  
مرد، عورتیں بچے سبھی شمل تھے تو ناظرین  
یہ تھے عرب کے معاشی اور اقتصادی حالات۔

## عرب کے سیاسی حالات

اب بات کرتے ہیں عرب کے سیاسی حالات  
پر۔ عربوں کا کوئی باضابطہ سیاسی نظام نہیں تھا۔  
بلکہ پورے عرب میں قدیم زمانے سے قبائی نظام  
چلا آرہا تھا۔ تمام عرب کے لوگ مختلف قبیلوں میں  
بٹے ہوئے تھے۔ یہ قبیلے خونی رشتہوں کی بنیاد پر  
بنتے تھے۔ قبیلہ کی سب سے چھوٹی اکائی ایک  
فرد ہوتا۔

چند افراد مل کر ایک خاندان بناتے، پھر چند  
خاندان مل کر ایک خانوادہ اور کئی خانوادے  
مل کر ایک قبیلہ کی تشکیل عل میں آتی تھی۔  
چھوٹے قبیلہ میں چار سو سے پانچ سو کے فریب  
افراد ہوتے جبکہ بڑے قبیلے ۵ سے ۸ ہزار تک  
افراد پر مشتمل ہوتے تھے۔

قبیلہ ہر قبیلہ کے تمام خاندان اور  
خانوادوں کے اپنے علیحدہ سردار  
ہو اکرنے نہیں۔ جو عمر، تجربہ اور دیگر  
صلاحیتوں کی بنیاد پر منتخب ہوتے نہیں۔

ہر قبیلہ کی طاقت اس کے افراد تھے۔ افراد  
جتنے زیادہ ہونے قبیلہ اتنا ہی  
طاقتور مانا جاتا تھا۔

خاندان کی افرادی قوت بڑھانے کی خاطر مرد کئی  
شادیاں کیا کرتے تھے۔ جس کی کوئی حد نہیں  
تھی۔ اسی پر روک لگا کر اسلام نے بعد میں چار  
کی حد محدود کر دی۔ بشرطیکہ انصاف کر سکو  
ورنہ دو شادیوں کی بھی اجازت اسلام نہیں دیتا۔

عرب میں بہت سے بڑے بڑے شہر تھے  
لیکن کعبۃ اللہ کی موجودگی کی وجہ سے  
مکہ کو مرکزی حیثیت حاصل  
تھی جسے حضرت ابراہیم اور حضرت  
اسمعیل نے تعمیر کیا تھا۔ آپ کی نسل میں  
عدنان ہوئے جن کی دسویں نسل میں فہر  
بن مالک ہوئے اور انہیں کا لقب فریش تھا۔

صدیوں سے اس نسل کے لوگوں نے کعبۃ اللہ  
کے قریبی علاقہ کو ہی اپنا مسکن بنائے رکھا۔  
اسی فہر بن مالک کی نسل میں قصی ابن کلاب  
ہوئے جو مکہ کے بہت با اثر بلکہ سب سے  
بڑے سردار تھے جنہوں اس جگہ پر شہر مکہ  
مکرمہ کی بنیاد رکھی۔

اور وہاں قبیلہ قریش کے تمام خانوادوں اور  
خاندانوں کو متحد کیا اور کعبہ کے آس پاس  
کے مکانوں میں بسایا۔ ان خاندانوں میں فصی  
ابن کلب کے خاندان بنو ہاشم کے علاوہ بنو  
نیم، بنو مخزوم، بنو عدی اور بنو سہم وغیرہ اہم  
خاندان تھے۔

قصی ابن کلاب نے شہر مکہ میں 'دارالندوہ' نامی ایک عمارت بھی قائم کی تھی جہاں مکہ شہر اور اس کے تمام قبیلوں یعنی فریش، بنو نیم، بنو عدی وغیرہ کے معاملات ان کے سرداروں کے آپسی رائے مشوروں سے طئے پاتے تھے۔

ان تمام قبیلوں میں فریش کی حیثیت سب سے زیادہ تھی۔ ان کی اصل طاقت اس وجہ سے تھی کہ وہ کعبہ کے متولی تھے اس کے علاوہ مکہ کی سیاست کے اہم عہدے اور منسوب بھی فریش کے پاس تھے جس کی وجہ سے سارے عرب میں وہ عزت کی نگاہ سے دیکھئے جاتے تھے۔

قصی ابن کلاب کے چار(4) بیٹے تھے جن  
میں سے ایک عبدالمناف ہیں۔ عبدالمناف  
کے نین بیٹے عبدالشمس، ہاشم اور مطلب  
ہوئے۔ جن میں سے دوسرے بیٹے ہاشم  
کے خاندان سے رسول اللہ (ص) کا تعلق  
ہے۔

ہاشم کے پاس سفایہ اور رفادہ یعنی حاجیوں  
کو پانی پلانے کو کھانا کھلانے کی عظیم اور  
بابرکت ذمہ داری تھی۔ سب سے پہلے انہوں  
نے ہی حاجیوں کو روٹی توڑ کر شوربہ میں  
بھگو کر پیش کیا اسی وجہ سے وہ ہاشم کھلانے  
جس کے معنی ہیں ’توڑنے والا‘۔

اس کے علاوہ ہاشم ہی پہلے شخص ہیں  
جنہوں نے فریش کے لئے سردیوں اور  
گرمیوں کے دو سالانہ تجارتی سفروں کی  
بنیاد رکھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن  
مجید کی سورہ فریش میں بھی کیا۔

## عربوں کے سماجی حالات

جیسا کہ ہم نے دیکھا۔ عرب کے سماج میں  
شہری اور بدوسی دو طرح کے لوگ  
آباد تھے۔ البته بدوسیوں کی بنسخت شہری  
لوگ زیادہ مہذب تھے۔

قدیم زمانے میں عرب کے جنوبی علاقہ یعنی  
یمن میں بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں تھیں۔  
اس دور میں وہ علاقہ تہذیب و ثقافت کے  
اعتبار سے اپنے عروج پر تھا۔ لیکن وسط  
عرب جو عرب کے اصلی اور اندرونی  
مقامات، وہاں تہذیب کی ایسی حالت نہ تھے۔

مثلاً ان میں سب سے اہم ترین ان کی عربی زبان تھی۔ فصاحت اور بлагت کے اعتبار سے بہت اعلیٰ تھی۔ اور شمالی عرب سے لیکر جنوبی عرب تک صرف عربی زبان ہی بولی جاتی تھی، اس چیز نے ان میں لسانی اعتبار سے اتحاد پیدا کر دیا تھا۔

باوجود اس کے، معاشرت اور تمدن سے  
متعلق چیزوں کے لئے عربی زبان میں  
بھی الفاظ نہیں تھے۔ سکہ اور چراغ کے  
لئے الفاظ نہیں تھے دریم و دینار کے الفاظ  
بھی رومیوں سے اپنائے گئے تھے۔

البته ان میں بہت سی اخلاقی خوبیاں تھیں جو  
انہیں دیگر اقوام سے ممتاز کرتی ہے۔ مثلاً  
قبائلی اتحاد کو وہ سب سے زیادہ اہمیت دیتے  
تھے۔ ہر قبیلہ کے اپنے قاؤوانین تھے، ہر فرد  
اس کی پابندی کرتا تھا اور اپنے قبیلہ کی  
عزت و عصمت کی خاطر اپنی جان تک فربان  
کر دیتا تھا۔

اس کے علاوہ فیاضی، سخاوت ضرب المثل تھی،  
حاتم طائی کا تعلق عرب ہی کے قبیلہ بنو طے سے  
تھا جو اپنی فیاضی و سخاوت کے لئے مشہور  
ہے۔ مہمان نوازی میں عرب کا کوئی ثانی نہیں  
تھا۔ کسی شخص کی کل جمع پونجی ایک اونٹ ہوتا،  
تو وہ ایک اونٹ بھی مہمان کے آنے پر قربان  
کر دیتا تھا۔

شجاعت اور بہادری، تلوار بازی اور گھوڑ سواری ، عہد اور وعدہ کی پابندی، امانت داری، ایک دوسرے کی مدد کرنا، اور سچ بولنا یہ تمام عربوں کی چند اپسی خصوصیات تھیں کہ پوری دنیا میں اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

اور یہ خوبیاں تمام عربوں میں مشترک  
لیکن ان تمام خوبیوں کے علاوہ ان میں<sup>۱</sup>  
کچھ سنگین سماجی و اخلاقی برائیاں بھی  
پیدا ہو گئی تھیں۔

ایک طرف عرب کے امراء اور سرداروں  
کا وہ طبقہ تھا جس کو دولت کے نشہ نے  
ظالم اور مغرور بنا دیا تھا۔ اقتدار کے نشے<sup>ن</sup>  
میں کمزور طبقہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے  
جاتے۔ غلاموں کے ساتھ جانوروں جیسا  
سلوک کیا جاتا تھا۔

دوسری طرف غرباء، مسکینوں اور غلاموں  
کی بھی اپک کثیر تعداد تھی۔ دولت نے امیروں  
کو اور غربت و جہالت نے غریبوں کو شراب  
نوشی اور قمار بازی میں مبتلا کر دیا تھا حتیٰ  
کہ بعض اوقات وہ اپنی بیوی اور بچوں کو  
بھی داؤ پر لگا دیتے تھے۔

معمولی باتوں پر قبیلوں کے درمیان جنگیں  
چھڑ جاتیں، جو برسوں چلتی رہتی تھیں۔ مثلاً  
اگر ایک قبیلہ کی اونٹنی کسی اور قبیلہ کے  
علاقہ میں چلی جاتی اور وہ اس کو ذبح  
کر دیتے تو ان دو قبیلوں کے درمیان جنگ  
چھڑ جاتی جو سالہا سال تک جاری رہتی تھی۔

عموما پہ لڑائی پانی کی خاطر ہوتی  
نہی-ریگستانی علاقہ ہونے کی وجہ سے  
کچھ ہی جگہ پانی دستیاب ہونا اور اس  
علاقہ کے لئے آپس میں خونریزی ہو جاتی  
نہی-

سینکڑوں افراد ان جنگوں کی نذر  
ہوجاتے، ہزاروں عورتیں بیوا اور کئی  
بچے پتیم ہو گئے تھے۔ اسلام سے قبل  
جنگ و جدال کا پہ دور 'ایام العرب'، بھی  
کہلاتا ہے۔

تجارتی ڈافلؤں کو، مسافروں کو اور گھروں کو  
لوٹنا وہاں عام بات تھی، بلکہ اس سے بڑھ کر  
لوٹ مار ان کے پیشہ میں شامل تھا جسے وہ  
ذریعہ معاش اور بہادری کی علامت  
سمجھتے۔ زنا و بدکاری گرچہ عام نہیں  
تھی لیکن عوام طبقہ میں کسی حد تک رائج  
ہو گئی تھی۔

شریف خاندان عام طور پر اس سے بچے  
ہوئے تھے۔ عموماً عورتوں کی عزت ان کے  
سماج میں کم تھی کچھ قبیلے اپسے تھے جس  
کے لوگ پیدا ہونے کے بعد اپنی لڑکیوں کو  
زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ کسی کے پہاں  
لڑکی پیدا ہوتی تو وہ شرم کے باعث سماج  
سے اپنا منہ چھپاتے پھرتے تھے۔

لڑکیوں پیدائش کو اپنے لئے باعث ننگو عار  
سمجھتے تھے۔ لیکن یہ رسم عرب کے تمام  
قبیلوں میں رائج نہیں تھی، قبیلہ بنو تمیم اس  
میں بہت آگے تھا۔ مورخین نے اس کی ایک  
وجہ غریبی و تنگ دستی بھی بیان کی  
ہے۔ عرب کا علاقہ جہاں زندگی جینے کے  
لئے بہت محنت درکار تھی

ایسے میں اپک لڑکی جو والد اور بھائی کا ساتھ نہیں دے سکتی، ان کا ہاتھ نہیں بٹا سکتی، اسکی پرورش کرنا اور کسی اور گھر میں اسے بیاہ دینا والدین کے لئے ایک بہت بڑے بوجھ کی بات ہوتی تھی۔

لیکن بہر حال قتل قتل ہی ہوتا ہے، اس لئے  
اسلام نے اس کی سختی سے مذمت کی  
اور اپسے لوگوں کو ملامت زدہ ٹھہرا پا  
ہے لیکن موجودہ دور میں ہم دیکھتے ہیں  
کہ اس دور کے پڑھے لکھے لوگ اپنی  
جہالت میں دور جاہلی کے لوگوں سے  
بھی ایک باتھ آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

اس دور کے لوگ پیدائش کے بعد لڑکیوں  
کو اندھہ دفاترے تو ، اس زمانے کے لوگ  
ماڈرن ٹکنالوجی کی مدد سے رحم مادر  
میں ہی لڑکیوں کا گلا گھونٹ دینے ہیں۔  
تو پھر فر کیا رہ گیا ہے؟ یہ سوچنے کی  
بات ہے۔

اس کے علاوہ دور جاہلی میں ایک مرد جتنی  
چاہتا بیویاں کر سکتا تھا اور بے شمار باندیا  
رکھتا تھا، اس کے علاوہ رسم نکاح میں ایک  
یہ بھی خرابی تھی کہ دو یا زیادہ سگی بہنوں  
کو ایک نکاح میں جمع کر لیا جاتا اور  
محرمات یعنی جن سے نکاح کرنا جائز نہیں  
ہے، ان سے بھی نکاح کر لیا کرتے تھے۔

قانون وراثت میں عورت، مان بیٹی، بیوی یا  
بہن کا کوئی حصہ نہیں تھا بلکہ باب پر  
کے انتقال کے بعد بڑا بیٹا اپنی سوتیلی  
مان سے نکاح کر لیا کرتے تھے  
جو اسے وراثت میں ملتی تھی۔

حلال و حرام کا کوئی تصور نہیں تھا بلکہ  
جو ملا اسے غنیمت سمجھ کر کھالیتے  
تھے۔

تو عزیز طلبہ ما قبل اسلام پہ وہ صور تھاں  
تھی جس سے عرب سماج دوچار تھا۔

## عربوں کے مذہبی حالات

سماجی زندگی کی طرح عربوں کی مذہبی زندگی میں بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ دین ابراہیمی کی تعلیمات بہت حد تک مٹ چکی تھیں۔ کچھ تعلیمات باقی تھیں بھی تو ان میں بھی بدعاں شامل ہو گئی تھیں۔

بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جو کچھ  
بھی ہے پہی دنیا کی زندگی ہے، ہم جیتنے  
ہیں اور مرتئے ہیں، زمانہ ہم کو مارتا ہے۔  
نہ انسانوں کا کوئی پیدا کرنے والا ہے نا  
مارنے والا۔

اسی طرح کچھ اپسے لوگ نہے جو خدا  
پر یقین رکھتے نہے لیکن آخرت اور جزا  
و سزا کے منکر نہے۔ بعض جزا و سزا  
کے بھی قائل نہے مگر نبوت کے منکر  
نہے۔ ان کے لئے یہ چیز بہت تعجب خیز  
نہی کہ ایک انسان، نبی کیسے ہو سکتا  
ہے۔

عموماً عرب میں بت پرستی کا رواج نہا۔  
کچھ آفتاب کو تو کچھ مایتاب کو اپنا خدا  
سمجھتے ہیں۔ چاند و سورج کے علاوہ  
مختلف ستاروں اور سپاروں کی بھی  
پرستش ہوا کرتی نہیں۔

یوں تو بہت سے بت تھے لیکن ان میں مشہور  
لات ہے، جو طائف کا قبیلہ بنو ثقیف کا بت تھا،  
اسی طرح مکہ کے فریش اور بنو کنانہ  
'عزی' کی عبادت کرتے مدینہ منورہ کے  
مشہور قبیلے اوس اور خزرج 'منات' کو اپنا  
خدا مانتے، اسی طرح مختلف قبیلوں کے  
مختلف بت ہوا کرتے تھے۔

وہ بتوں کو اللہ سے قریب ہونے کا ذریعہ  
سمجھتے تھے۔ اسی لئے انہیں خوش  
کرنے کی خاطر ان بتوں پر چڑھا سے  
اور ذبیحہ بھی قربان کپا کرتے تھے۔ پہ  
لوگ مشرکین کہلانے جو عرب میں کثیر  
تعداد میں موجود تھے۔

ان میں سب سے بڑا بت ہبل نہا جو کعبہ  
کی چھت پر منصوب نہا۔ کسی بھی مشکل  
گھرٹی میں وہ لوگ سی سے مدد مانگنے  
تھے۔ کہا جاتا ہے کہ عرب میں بت پرستی  
کی ابتدا عمر و بن لھئی نے کی۔

ایک دفعہ وہ شم کے کسی شہر گیا تھا  
جہاں بتوں کو پوجتے دیکھا۔ وہاں کے  
لوگوں سے اس نے پوچھا کہ تم ان کو  
کیوں پوجتے ہو؟ انہوں نے بتاپا کہ یہی  
ہمارے حاجت رواییں، فھٹ سالی میں  
پانی بر ساتھیں اور لڑائیوں میں فتح  
دلواتھیں۔

عمر نے ان میں سے چند بٹ لئے اور  
لاکر کعبہ کے آس پاس قائم کر دیا چونکہ  
کعبہ عرب کا مرکز تھا اور سب حج  
کرنے والے آپا کرتے تھے، لہذا دھیرے  
دھیرے تمام قبیلوں میں بٹ پرستی کی یہ  
رسم عام ہو گئی۔

کعبہ میں ہر دن کے لئے ایک الگ بٹ کی پوجا ہونے لگی۔ اس طرح کل 360 بٹ خانہ کعبہ میں رکھے گئے تھے۔ عرب کے لوگ گرچہ تقریباً بٹ پرست تھے لیکن یہ اعتقاد ان میں سے کبھی نہیں گیا کہ اصلی خدا کوئی اور ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اس خالق اکبر کو وہ 'اللہ' کہتے تھے۔

تصور کرتے تھے۔

چنانچہ کہیں کہیں کچھ اپسے صاحب بصیرت  
لوگ بھی نہ جو دین ابراہیمی یا دین حنفی  
کے سچے پیروکار تھے۔ جن کی عقل اس چیز  
کا انکار کرتی نہی کہ عقل سمجھ رکھنے والا  
انسان اپک جامد شئے کے آگے کیسے سر  
جھکا سکتا ہے؟

لہذا وہ کھلے طور پر بت پرستی کا انکار  
کرتے تھے۔ ان میں چار حضرات کے نام  
نمایاں ہیں - ورقہ بن نوفل، جو حضرت  
خدیجہ کے چچا زاد تھے، عبد اللہ بن  
جحش، زید بن عموم نفیل اور عثمان بن  
الحویرث۔

ان میں سے ورقہ بن نوفل نے سچائی کی  
تلاش میں عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا۔ اور  
مابقی نے اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کا  
پیروکار فرار دیا۔

ان چاروں کا تعلق نبی کریم ص کے ظہور  
سے صرف چند برس پہلے سے ہے۔

نہ صرف سرزمین عرب بلکہ پوری دنیا  
میں خدائے واحد کا نام لپیٹے والا اس وقت  
کوئی نہیں تھا۔ آسمانی کتابوں میں بھی  
تحریف ہو گئی تھی اس اللہ کی سرزمین پر  
ظالموں کی حکومت قائم تھی۔

یہ وہ حالات تھے جن میں محمد ص کو  
رحمت اللعالمیں بنا کر پوری انسانیت کی  
رینامئی کے لئے بھیجا گیا۔

## اختتام

عزیز طلبہ آج کے سبق میں ہم نے اسلام سے قبل دور جاہلی کے حالات کے تحت، ملک عرب کے جغرافیائی حالات، سیاسی و فبائلی نظام، عرب سماج کی اخلاقی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ ساتھ عرب قوم کے مذہبی عقائد کے بارے میں بھی تفصیلی معلومات حاصل کیں۔

مزید مطالعہ کے لیے آپ سکرین پر نمایاں کتابوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

- 1- تاریخ اسلام، پہلی جلد: اکبر شاہ نجیب آبادی
- 2- تاریخ تہذیب اسلامی پہلی جلد: پروفیسر یسین مظہر صدیقی
- 3- تاریخ الامت پہلی جلد: محمد اسلم جیراچپوری
- 4- تاریخ اسلام پہلی جلد: شاہ معین الدین ندوی

آج کے لئے بس اتنا ہی۔ اگلے سپتember میں  
پھر ملاقات ہوگی اپک نئے عنوان کے  
ساتھ، تب تک کے لئے آپ سے اجازت  
چاہتے ہیں، آداب۔